صرف ایک پہلو ہے۔ اس کے بالمقابل کتاب سے مولانا کے ذہنی۔ علمی۔ ادبی اور اخلاقی کمالات و اوصاف کا جو اندازہ ہوتا ہے وہ اُن کی شخصیت کی عظمت و بلندی کا یقین دلانے کے لئے کافی ہے اس حیثیت سے کتاب بے حد دلچسپ بھی ہے اور پُراز معلومات بھی اور مولانا کا کوئی سوانح نگار اس سے مستغنی نہیں ہوسکتا۔ شگفتہ نگاری اور سادگیِ تحریر کے ساتھ پرکاری کے لئے مصنف کا قلم خود ضمانت ہے۔ اس لئے ادبی حیثیت سے بھی مطالعہ کے لائق ہے۔ البتہ مولانا مرحوم کے بعض معاصرین (ایک مرحوم اور ایک زندہ) سے متعلق اس میں جو تلخ و درشت ریمارک ہے وہ موتیوں میں خزف ریزوں کی طرح ذوقِ جمال پر بار گراں ہے۔ اور ہمیں یقین ہے کہ اگر مولانا کی نظر سے بھی یہ سطریں گذرتیں تو وہ ہرگز انھیں پسند نہیں کرتے۔ اسی طرح مولانا کے حوالہ سے مولانا شبلی کا جو واقعہ نقل کیا گیا ہے اُس کا اندراج بھی سخت نامناسب ہے۔ کمزوریاں کس میں نہیں ہوتیں؟ اور خود مولانا بھی اس سے مستثنیٰ نہیں تھے لیکن وقائع نگاری کا یہ فرض نہیں ہے کہ ہر کمزوری کا ذکر ضرور ہی کیا جائے علی الخصوص علماء کی اس کمزوری کا جس سے عام لوگوں میں گمراہی کے پیدا ہونے کا اندیشہ ہو۔

نوائے ظفر۔ مرتبہ جناب خلیل الرحمٰن صاحب اعظمی تقطیع خورد ضخامت ۲۸۰ صفحات کتابت و طباعت بہتر قیمت مجلد تین روپے پچیس نئے پیسے۔ پتہ:۔ انجمن ترقی اُردو ہند علی گڈھ۔

بہادر شاہ ظفر مرحوم مغلیہ سلطنت کی آخری نشانی ہونے کے ساتھ اُردو زبان کے بڑے پُرگو اور شیوا بیان شاعر بھی تھے۔ اُس کلام کے علاوہ جو ضائع ہوگیا مرحوم نے چار دیوان اپنی یادگار چھوڑے ہیں۔ لیکن کچھ بسیار گوئی، کچھ اُس زمانہ کا مخصوص مذاق تعقید گوئی و لفظی طلسم بازی۔ ان وجوہ سے پورا کلام رطب و یابس سے بھرا پڑا ہے اور اُس میں مختلف رنگ جھلکتے ہیں جس کی وجہ سے بعض ناقدین سخن کو پورے کلام کے ہی الحاقی ہونے کا شبہ ہوگیا ہے اور مولانا محمد حسین آزاد نے تو اسے جزم و یقین کے ساتھ اپنے اُستاد کی ہی طرف منسوب کردیا ہے۔ اس بنا پر سخت ضرورت تھی کہ کلام ظفر کا انتخاب شائع کیا جاتا تاکہ ظفر کی شاعری کی جو نمایاں اور انفرادی خصوصیات ہیں مثلاً بیساختگی۔ دردوغم۔ سوز و گداز۔ تیار کیفیتی۔ التجا و استرحام۔ اور پھر زبان کا نکھار۔ بیان کی صفائی اور شستگی یہ سب چیزیں بیک وقت سامنے آجائیں اور مفروضہ آزاد